﴿ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ o﴾ (حج : ۷۸)

اس آیت کے بارے میں بعض باتیں سمجھ لیجئے تا کہ پوری طرح سے حقیقت واضح ہو جائے۔

جان لیجئے یہ حکم اس امت کے لئے خاص ہے اور وہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کر دیا اور رسالت کو دائمی بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا جو سلسلہ جاری فرمایا تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل کا ظہور ہے تمام انسانیت کے لئے۔ اس مرتبہ و مقام کے دو پہلو ہیں۔ ایک ہے نبوت کا پہلو اور دوسرا رسالت۔

نبوت

نبوت کی اصل غرض و غایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام کو وصول کرنے کی صلاحیت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا کہ میری طرف سے ہدایت آتی رہے گی۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو چنا جن میں اللہ کے کلام کو وصول کرنے کی صلاحیت تھی۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾

(آل عمران :۳۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا حضرت آدمؑ ، نوحؑ ، آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو تمام جہانوں میں سے۔''

یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء جو ہدایت کو وصول کرتے رہے۔ ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو پھر اللہ تعالیٰ نے بعض قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ہر نبی چونکہ اللہ کا بندہ اور انسان تھا اس لئے یہ پیغام اس کے لئے بھی تھا۔ یہ ہدایت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا اور پھر وقتاً فوقتاً جاری رہا یہاں تک کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ پر اس ہدایت کو کامل کر دیا۔ ایک مکمل ضابطہ حیات دے دیا گیا۔ اور پھر اس ہدایت کو رہتی دنیا کے لئے محفوظ فرما دیا۔ اس پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا کیونکہ اب مزید ہدایت کا نازل کرنا مطلوب نہ تھا۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ آخری نبی قرار پائے۔ یہ ہے اصل محمد المصطفے حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری چنیدہ انسان جن کو نبی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور ان کو اپنے آخری کلام سے نوازا۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:۳)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور ضابطہ حیات پسند کر لیا ہے۔ اب اگر کوئی انسان یہ مانتا ہے کہ قرآن مجید الہدیٰ ہے اور وہ اسی طرح آج بھی محفوظ ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو اس کے پاس نبوت کے لئے جواز نہیں ہے۔

رسالت

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ ان انبیاء میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب پر بھی فائز کیا اور مختلف اوقات میں مختلف قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ان کی ذمہ داری یہ قرار پائی کہ وہ خود جس ہدایت پر ایمان لائے ہیں اور جس پر عمل پیرا ہیں اسے اپنی قوم تک بھی پہنچائیں تا کہ انسانوں کے پاس قیامت کے دن کوئی عذر نہ رہ جائے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے لئے کہ وہ کیوں اللہ کی بندگی نہ کر پائے۔ چنانچہ ہر رسول اس اعلان اور دعویٰ کے ساتھ ہدایت پہنچاتے رہے۔

﴿اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ______ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

''میں پہلا مومن ہوں اور پہلا اس پر عمل کرنے والا ہوں۔''

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا o﴾ (النساء : 165)

''رسول بھیجے گئے مبشر اور منذر بنا کر تا کہ انسانوں کے پاس کوئی عذر نہ رہ جائے اللہ کی جناب میں پیش کرنے کے لئے' اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا۔'' نبی اکرم ﷺ سے پہلے جتنے بھی رسول مبعوث ہوئے ہیں وہ اپنے اپنے زمانے میں خاص لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے اس لئے ان کو وہ کتب عطا کی گئیں جو اسی زمانے کے لئے تھیں اور انہیں لوگوں کے لئے ہدایت تھیں۔ اس لئے ہر رسول بنفس نفیس اس پیغام پر عمل کر کے بھی دکھا دیتے تھے اور قوم تک بھی پہنچا دیتے تھے اور حجت قائم کر دیتے تھے۔ انہیں معنوں میں ہر رسول اپنی قوم

کے لئے شاہد بنے جو اس دنیا میں شہادت کا فریضہ ادا کرتے رہے اور قیامت کے دن اپنی اپنی قوم/امت پر گواہ ہوں گے۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا ط﴾

(النساء:44)

کیسا سماں ہوگا (قیامت کے دن) جب ہم ہر امت پر ایک گواہ کھڑا کریں گے اور آپ کو اے رسول ان پر گواہ لائیں گے۔ یہی مضمون ہے جو سورہ الاعراف کے شروع میں دہرایا گیا ہے۔ ﴿وَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ اور ہم لازماً پوچھیں گے ان سے جن کی طرف ہم نے رسول بھیجے اور ان سے بھی جنہیں رسول بنا کر بھیجا۔ یعنی یہی گواہی ہے جو رسولوں سے لی جائے گی کہ انہوں نے اللہ کا پیغام امت تک پہنچا دیا تھا اور جب وہ گواہی دے دیں گے تو پھر امت جواب دہ ہوگی اس پر عمل کی اور یہ ہے وہ قطع عذر جس کے لئے اللہ تعالیٰ رسولوں کو مبعوث فرماتے رہے ہیں جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا معاملہ خصوصیت کا حامل ہے کیونکہ ان کو جو ہدایت دی گئی وہ نہ صرف الہدیٰ ہے بلکہ دائمی، جامع، ہمہ گیر، آفاقی اور دوامی بھی ہے۔ وہ صرف اس زمانے کے لئے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لے لیا۔ اب اس ہدایت کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کی ذمہ داری کے لئے اب جو انتظام اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے پسند فرمایا یہ ہے کہ آپؐ کے ذریعہ وہ پیغام ایک امت تک پہنچا دیا اور پھر اس امت کے ذمہ لگایا کہ وہ اپنے اپنے دور کے لوگوں تک پہنچائے اور اس ذمہ داری کے لئے فرمایا:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ﴾

کہ اے امت مسلمہ اب تمہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے جیسے جہاد کا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتخب کرلیا ہے (Slect) کرلیا ہے اور یہی وہ لفظ ہے جو منصب رسالتؐ کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے لئے پسند فرمایا اور آپ کو احمد المجتبیٰ بنایا اور یہی نام ہے جو پہلی کتابوں میں آپؐ کے لئے آیا ہے۔ کیونکہ فریضہ رسالتؐ ہے جس کا حق واقعی انسانی جدوجہد کے ذریعہ آپؐ نے ادا کیا اور امت کے لئے نمونہ چھوڑا۔

چنانچہ ختم نبوت کی خلعتِ فاخرہ آپ کے سر سجی اور تکمیل رسالت کی ذمہ داری آپ کی اُمت کو تفویض ہوئی۔

مقام وفضیلت امت

جان لیجئے یہ فریضہ شہادت ہی ہے جس کی ذمہ داری اس امت پر ڈالی گئی اور اس ذمہ داری کی وجہ سے انہیں بھی مجتبیٰ کہا گیا اور یہی سبب ہے جس کے لئے اسے امت وسط کے منصب کا حقدار ٹھہرایا گیا۔

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرہ ۱۴۳)

''اور اسی لئے ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تاکہ تم گواہ بن جاؤ انسانوں پر جیسے رسول گواہ بنے تم پر''

وسط کیا ہے؟ اصل میں یہ امت اللہ تعالیٰ کے سلسلہ پیغام رسانی کی زنجیر کی ایک کڑی قرار پا گئی۔ اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچانے کے لئے پہلے یہ سلسلہ مکمل ہو جاتا تھا اس طرح کہ اللہ کا پیغام لاتا تھا رسول ملک یعنی فرشتہ رسول الناس تک اور وہ پہنچا دیتا تھا اپنی قوم تک لیکن نبی اکرم ﷺ پر آ کر یہ روایت تبدیل کر دی گئی اب یہ کام اس اُمت نے کرنا ہے، گویا قیامت تک کرنے والے تمام انسانوں کے لئے یہی اُمت ''واسطہ ہدایت'' اور ''ذریعہ نجات'' ہے۔ اور یہی اس کا مقام فضیلت ہے کہ جسکی بنا پر پہلے رسول بھی اس امت میں ہونے کی خواہش کرتے رہے اور اس ذمہ داری کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو یہ کام سرانجام دیں گے اپنا بھائی قرار دیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

يٰلَيْتَنِيْ لَقِيْتُ اِخْوَانِيْ قَالُوْا اَلَسْنَا اِخْوَانَكَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ قَوْمٌ يَّجِيْئُوْنَ بَعْدَكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ اِيْمَانَكُمْ وَيُصَدِّقُوْنِيْ تَصْدِيْقَكُمْ وَيَنْصُرُوْنِيْ نَصْرَكُمْ فَيٰلَيْتَنِيْ لَقِيْتُ اِخْوَانِيْ (ابن ابی شیبہ فی مندہ)

''حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش میری ملاقات ہوا اپنے بھائیوں سے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن میری مراد ان سے ہے جو تمہارے بعد آئیں گے۔ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو۔ وہ میری تصدیق کریں گے جیسے تم نے کی ہے اور وہ میری مدد کریں گے جیسے تم کر رہے ہو۔ پس کاش میری ملاقات ہوا اپنے بھائیوں سے۔''

کیسا خوشی کا مقام ہے اس شخص کے لئے جو ایمان رکھتا ہو اور پھر رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرے کہ وہ واقعی اللہ کے آخری رسول ہیں جن کو تمام انسانیت کے لئے بھیجا گیا ہے

اور پھر ان کے مشن میں ان کا مددگار رہنے اور مرتبہ اخوت حاصل کرے اور اسی طرح کا وہ فرمان ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ:

سَـئَلَ اَصْـحَابُ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللّٰہ علیه وسلم هَلْ مِنْ قَوْمٍ اَعْظَمُ مِنَّا اَجْرًا اٰمَنَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ قَالَ بَلْ قَوْمٌ يَاتُوْنَ بَعْدَ كُمْ يَاْتِيْهِمْ كِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ لَوْحَيْنِ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَعْمَلُوْنَ بِمَا فِيْهِ اُوْلٰئِكَ اَعْظَمُ مِنْكُمْ اَجْرًا

''اصحاب رسول ﷺ نے عرض کی کیا ہم سے بھی کوئی اجر میں بڑا ہوگا۔ ہم وہ ہیں جو آپؐ پر ایمان لائے ہیں اور آپؐ کی پیروی کررہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں، وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے (جنہوں نے نہ مجھے دیکھا ہوگا اور نہ ہی تم لوگوں کو) انکے پاس اللہ کی کتاب دو گتوں کے درمیان پہنچے گی تو وہ اس حال میں بھی مجھ پر ایمان لائیں گے اور جو اس کتاب میں ہوگا، اس پر عمل کریں گے۔ وہ تم لوگوں سے اجر میں بڑھ کر ہوں گے۔''

لیکن یہ فضیلت اور اجر اس ذمہ داری کی بنیاد پر ہے جو آگے بیان ہوئی ہے اور وہ یہ ہے:

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

''تاکہ جیسے ہمارے رسول تم پر دین کی گواہی دے رہے ہیں ویسے تم باقی لوگوں کے لئے گواہ بن جاؤ۔''

وگرنہ کسی امتی کے گھر پیدا ہوجانے سے یہ فضیلت نہیں ملتی بلکہ ذمہ داری کی امکانی ادائیگی کی وجہ سے فضیلت ملتی ہے جو قرار دی گئی نبی اکرم ﷺ کے مشن میں ان کی مدد۔ کیونکہ کسی اُمت میں پیدا ہونا کسی کے اختیار سے نہیں ہے کہ اس کو جواز بنالیا جائے اپنی عظمت کا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے جہاں چاہا کسی کو پیدا کیا ہے۔ اُمتی کی عظمت تو اس میں ہے کہ وہ ذمہ داری جو اس پر عائد کی گئی ہے اُمتی ہونے کے ناطے سے وہ ادا کرے ورنہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر ان کو اُمتی ہی نہ مانیں جنہوں نے ذمہ داری ادا نہ کی ہو۔ کیونکہ اصل میں تو یہ فریضہ آپؐ کا ہے جو آپؐ امتیوں پر عائد کر کے گئے ہیں۔

یاد کیجئے حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ کے خطابات اس فریضہ شہادت کے لئے جو آپؐ امت کے سپرد کر کے گئے ہیں جب کہ کوئی سوا لاکھ کے مجمع سے آپؐ نے دریافت فرمایا۔

أَ لَا هَلْ بَلَّغْتُ

''لوگو! آگاہ ہو جاؤ کیا میں نے اللہ کے دین اور اللہ کے پیغام ہدایت کو آپ لوگوں تک پہنچا دیا ہے'' تو لوگوں نے بیک زبان جواب دیا۔

نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ (رواہ مسلم)

''ہم گواہ ہیں کہ آپؐ نے پہنچا بھی دیا، حق امانت بھی ادا کردیا۔ امت کی خیرخواہی کا حق بھی پورا کردیا۔'' اس پر سید المرسلینؐ نے فرمایا تو اب آپ لوگوں کو یہ امانت سونپی جا رہی ہے اور اب تمہیں امتی ہونے کا حق ادا کرنا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پسند فرمایا ہے اور فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ (متفق علیہ)

''پس جو گواہی دے رہا ہے وہ ان تک پہنچائے جن تک نہیں پہنچا'' اور پھر اس میں ایسی عمومیت پیدا کی کہ ہر امتی یہ جان لے کہ یہ فریضہ ادا کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ فرمایا:

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً

''پہنچاؤ میری جانب سے (on my behalf) خواہ ایک ہی آیت تم تک پہنچ پائی ہو۔''

یہ ہے جو ہر اُمتی کو جان لینا چاہئے کہ یہ ذمہ داری صرف علماء کی نہیں ہے۔ بلکہ جو بھی فضیلت حاصل کرنے کا متمنی ہے اسے یہ ذمہ داری بھی ادا کرنی چاہئے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم تو بنیں ڈاکٹر، انجینئر، سائنسدان اور سرمایہ دار اور یہ ذمہ داری ہماری طرف سے ادا کریں مولوی حضرات، کیونکہ ان کو ہم اس ذمہ داری کے عوض چندے دیتے ہیں۔ جان لیجئے یہ کارِ رسالت پوری اُمت کا اجتماعی فریضہ ہے۔ اس سے عہدہ برآ اسی طریقے پر ہوا جاسکتا ہے جیسے کہ صحابہؓ نے کیا۔ وہ اپنی روزی بھی خود کماتے تھے اور یہ فریضہ بھی ادا کرتے تھے اور یہی ہے جو ہر رسول سے بھی کہلوایا گیا۔ (لَاۤ أَسْئَلُ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ) میں اس کام کی اُجرت تم سے نہیں مانگتا۔ علماء حضرات کو بھی جان لینا چاہئے کہ درس و تدریس پر تو اجرت لی جاسکتی ہے لیکن تبلیغ دین پر اُجرت کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ یہ اُسوہ رُسل کے خلاف ہے۔